# سوالنامے کا جواب

پچھلے دنوں لاہور میں ایک میرج اینڈ فیملی لاز کمیشن بیٹھا تھا جس نے ایک سوالنامہ مرتب کر کے تمام اہل حل و عقد کے پاس بھیجا۔ کمیشن کا یہ سوالنامہ اس اعتبار سے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کے جوابات سے کمیشن کو ایک اہم ترین معاشرتی مسئلہ کو کتاب و سنت اور فقہ کی روشنی میں حل کرنے میں بہت مدد ملے گی چنانچہ سوالنامہ کی اسی اہمیت کے مدنظر اس ماہ مجلہ ثقافت میں "سوال و جواب" کے تحت ان سوالات کا جواب شائع کیا جا رہا ہے۔

---

## نکاح

س:۔ کیا نکاح خوانی کا کام صرف حکومت کے مقرر کردہ نکاح خوانوں کے ذریعے ہونا چاہیئے؟

ج: عہد نبوت میں محکموں کی تقسیم عمل میں آ گئی تھی جو خلافت راشدہ میں اور بھی وسیع ہوئی جس چیز کی صریح ممانعت نہ ہو اور وہ مفید ہو اسے اختیار کیا جا سکتا ہے۔

س:۔ کیا نکاحوں کا رجسٹری کرانا لازمی ہونا چاہیئے؟ اگر ایسا ہو تو اس کے لئے کیا طریق کار ہونا چاہیئے؟ اور اس کی خلاف ورزی کے لئے کیا اور کیسے سزا ہونی چاہیئے؟

ج:۔ سید امیر علی محمڈن لا صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں کہ ہارون الرشید کے عہد حکومت میں ہر مسلمان اور ذمی کے لئے قاضیوں کے پاس نکاح کو رجسٹرڈ کرانا ضروری تھا۔ الجیریا میں ہنوز یہ طریقہ رائج ہے۔ کتاب و سنت میں کہیں بھی اس کی ممانعت نہیں

س:۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ زوجین میں ہر ایک نے کسی دباؤ کے بغیر اپنی رضامندی سے ایجاب و قبول کیا ہے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

ج:۔ نکاح خواں زوجین سے دریافت کرے کہ کیا تم دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی مرضی سے پسند کر لیا ہے؟ اور تم دونوں پر کسی قسم کا کوئی دباؤ تو نہیں ڈالا گیا ہے؟ اس کے علاوہ بھی نکاح خواں مناسب طریق پر اپنی تسلی کر لے۔

س:۔ کیا آپ کے نزدیک کمسنی کی شادیوں کو روکنے کے لئے یہ قانون بنانا ضروری ہے کہ شادی کے وقت مرد کی عمر ۱۸ سال سے کم اور عورت کی ۱۵ سال سے کم نہ ہو؟

ج:۔ "حتی اذا بلغوا النکاح" الخ سے صاف ظاہر ہے کہ نکاح کے لئے بلوغ ضروری ہے اور اگلے ٹکڑے "فان آنستم

منهم رشدا فادفعوا الیهم اموالهم) میں حوالگی مال کے لئے "رشد" کی قید ہے۔ نکاح کا معاملہ حوالگی مال سے زیادہ اہم ہے لہٰذا اس میں بلوغ کے علاوہ رشد کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے اور اس کے لئے ۱۸، اور ۱۵ سال کی قید نامناسب نہیں۔

س :- کیا آپ کے نزدیک نکاح کے لئے عمروں کا یہ تعین از روئے قرآن کریم یا از روئے حدیث صحیح ممنوع ہے ؟

ج :- نہیں بلکہ اوپر کے جواب سے اس کی تائید نکلتی ہے۔

س :- کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ معاہدۂ ازدواج میں ہر ایسی شرط درج ہو سکتی ہے جو اسلام اور اخلاق کے بنیادی اصول کے خلاف نہ ہو اور عدالت اس کے ایفاء پر مجبور کرے ؟

ج :- حدیث احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج (ایفا کی سب سے زیادہ مستحق وہ شرطیں ہیں جن کے ذریعے تم عصمتوں کو حلال کرتے ہو) اور حدیث کل شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل (جو شرط کتاب اللہ کے خلاف ہو وہ باطل ہے) کو ملا کر دیکھنے سے اس کا صاف جواب نکل آتا ہے۔

س :- کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ از روئے قانون یہ صحیح تسلیم کیا جائے کہ معاہدۂ ازدواج میں شرط درج ہو سکتی ہے کہ عورت کو بھی اعلان طلاق کا وہی حق حاصل ہوگا جو مرد کو حاصل ہے ؟

ج :- فقہ حنفی میں "تفویض طلاق" کا مسئلہ موجود ہے۔ شرح وقایہ میں ہے کہ وفی طلقی نفسک متی شئت لا یتقید بالمجلس (اگر شوہر یہ کہہ دے کہ تو جب چاہے اپنے آپ کو طلاق دے لے تو یہ اختیار اسی مجلس کے ساتھ مقید نہ ہوگا بلکہ ابدی ہوگا) پس عورت یہ شرط رکھ سکتی ہے

س :- ہمارے معاشرے کے بعض طبقوں میں دختر فروشی کا مکروہ رواج پایا جاتا ہے۔ اس کے انسداد کے لئے آپ کے نزدیک کس قسم کا اقدام مناسب ہوگا کہ والدین یا ولی لڑکی کو نکاح میں دیتے ہوئے رقمیں وصول نہ کر سکیں ؟

ج :- نکاح (نیز طلاق) کے رجسٹریشن اور نکاح خواں کی تحقیقات سے یہ فتنہ دور ہو سکتا ہے بشرطیکہ دختر فروشی کرنے والے کو سخت سزائیں دینے کا قانون بھی عملاً نافذ ہو۔

س :- کیا آپ کے نزدیک یہ مناسب ہوگا کہ ایک معیاری نکاح نامہ مرتب کیا جائے اور نکاح کے تمام اندراجات اس کے مطابق ہوں ؟

ج :- اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ مفید ہے۔

## طلاق

س :- اگر کوئی شوہر بیک وقت تین طلاقیں دے تو کیا آپ کے نزدیک اسے قطعی طلاق مغلظہ شمار کیا جائے یا تین طہروں میں تین طلاقوں کے اعلان کے بغیر جیسا کہ قرآن میں ہدایت کی گئی ہے مغلظہ شمار نہ ہو ؟

ج :- عہد نبوت اور عہد صدیقی میں ایسی طلاق رجعی ہی ہوتی تھی جیسا کہ حدیث رکانہ ابن عبد یزید مسند احمد و ابی یعلیٰ سے واضح

ہے۔ نیز زبیر بن عوام، عبدالرحمان بن عوف، عکرمہ، طاؤس، محمد بن اسحاق، خلاس بن عمرو، حارث عکلی، داؤد بن علی اور ان کے اکثر متبعین، بعض مالکیہ، بعض حنفیہ، بعض حنابلہ (مثلاً ابن تیمیہ و ابن قیم وغیرہ) سب اسے بھی مانتے ہیں۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی بصورت حرج عظیم اس کی رجعت کے قائل ہیں (حوالے کے لئے اعلام الموقعین اور فتاوی عبدالحی دیکھئے)

س :۔ کیا طلاقوں کا رجسٹری کرانا لازمی قرار دیا جائے؟

ج :۔ طلاق کے لئے دو گواہ ضروری ہیں (واشہدوا ذوی عدل منکم) اس کی غرض یہ ہے کہ طلاق میں شک نہ رہے اور یہی مقصد رجسٹریشن کا بھی ہے۔

س :۔ اگر طلاق کی رجسٹری نہ ہو تو آپ کے نزدیک اس کی کیا سزا ہونی چاہیئے؟

ج :۔ اگر قانون ہو تو اس کے مطابق ورنہ قاضی کی صوابدید سے سزا ہونی چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ کوئی مناسب تعزیری قانون بنا دیا جائے۔

س :۔ کیا مختلف علاقوں کے لئے مصالحتی مجالس مقرر کی جائیں اور کسی طلاق کو اس وقت تک صحیح تسلیم نہ کیا جائے جب تک کہ فریقین ان مجالس کی طرف رجوع نہ کر چکے ہوں جن میں زوجین کے خاندانوں کی طرف سے بھی ایک ایک حکم شامل ہو؟

ج :۔ قرآن کا حکم ہے کہ فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا (زوجین کے خاندان سے ایک ایک حکم لے لو) اس مقصد کو مصالحتی بورڈ زیادہ بہتر طریق سے پیدا کر سکتا ہے خصوصاً جبکہ طرفین کا ایک ایک حکم بھی اسی بورڈ میں ہو۔

س :۔ کیا "ازدواجی و عائلی عدالت" کو مطلقہ کے مطالبے پر یہ اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ مطلقہ کو تاحین حیات یا تا عقد ثانی نفقہ دلوائے؟

ج :۔ عدت تک (خواہ وہ تین قروء ہوں یا وضع حمل) قرآن بھی مطلقہ کو نفقہ دلواتا ہے۔ اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم (اپنی حیثیت کے مطابق تم انہیں اپنے پاس رکھو) اس کے آگے کا ٹکڑا ہے ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن (محض ان کو ستانے کے لئے انہیں ضرر نہ پہنچاؤ) پس اگر عقد ثانی کے وثوق ہے تو عقد ثانی تک ورنہ تاحین حیات نفقہ دلوایا جا سکتا ہے کیونکہ مقصد دفع ضرر ہے۔ اگر ازدواجی اور عائلی عدالت قائم ہو تو اسے اس کا حق بھی ہونا چاہیئے۔

## عورت کی طرف سے مطالبۂ طلاق

س :۔ کیا آپ ڈیسولیوشن آف میرج ایکٹ ۱۹۳۹ء (انفساخ نکاح مسلمین ۱۹۳۹ء) کی تمام دفعات کو جامع اور کشفی بخش سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک اس میں اضافہ اور ترمیم ہونی چاہیئے؟

ج :۔ اس کے کلاز ۹ یعنی "کسی دوسری معقول وجہ" میں اضافے کی گنجائش ہے مثلاً شوہر شراب خواری یا قمار بازی کرتا ہو، یا اس کی شکل و صورت یا انداز زیست بیوی کو پسند نہ ہو، یا بغیر کسی معقول وجہ کے گھر سے بہت غائب رہتا ہو، یا بیوی کو اپنا مسلک مذہب قبول کرنے پر مجبور کرتا ہو، یا اس کی جائز حریت ضمیر یا حریت عمل میں رکاوٹ ڈالتا ہو، یا اس کی ازدواجی زندگی پر مسرت نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح دوسری دفعات میں بھی اگر ضرورت ہو تو ترمیم و اضافہ ہو سکتا ہے۔

# تعدد ازدواج

س :- قرآن کریم میں تعدد ازدواج کی بابت النساء کی آیت (۴ : ۳) ہے جو حقوق یتامٰے کی حفاظت کے ساتھ وابستہ ہے کیا آپ کے نزدیک جہاں حقوقِ یتامٰی کا سوال نہ ہو وہاں تعدد ازدواج کو ممنوع کیا جا سکتا ہے ؟

ج :- فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ فانکحوا الخ میں تعدد ازدواج یتامٰی کے حق میں ناانصافی کے اندیشے کے ساتھ مشروط ہے۔ یہ انداز بیان قرآن میں ہر جگہ شرط لازم ہی کے لئے آیا ہے مثلاً فان خفتم الا یقیما حدود اللہ الخ فان خفتم فرجالا او رکبانا الخ و ان خفتم شقاق بینھما الخ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔ وغیرہ اور خود زیر بحث آیت کا اگلا ٹکڑا یہ ہے کہ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ الخ ان تمام جگہوں میں ان خفتم الخ ایک شرط لازم ہے اس لئے زیر بحث آیت میں "یتامٰی"[1] (یعنی یتیموں اور بیواؤں) کے مسئلے کی پیچیدگی تعدد نکاح کے لئے لازمی شرط ہے۔ لیکن قرآن ہمیشہ اکثری اصول بتایا کرتا ہے لہٰذا بعض وجوہ دوسری بھی ہو سکتی ہیں جو معاملہ یتامٰی کی ہم وزن ہوں اس لئے ان کو بھی سبب تعدد مانا جا سکتا ہے[2]

س :- کیا آپ کے نزدیک یہ لازمی ہونا چاہیئے کہ عقد ثانی کا ارادہ رکھنے والا شخص عدالت سے اجازت حاصل کرے ؟

ج :- جب تعدد ازدواج کا مصرف غلط لیا جا رہا ہو جیسا کہ آج کل ہے تو عدالت کے سامنے معقول وجوہ بیان کر کے اجازت حاصل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ عدالت کا مقصد ہی اصلاح معاشرہ ہونا چاہیئے تعدد ازدواج کے لئے تین اور شرطیں ضروری ہیں عدل قوت اور فارغ البالی۔ اگر یہ نہ ہوں تو تعدد کو روکا جا سکتا ہے۔

س :- کیا آپ کے نزدیک یہ قانون ہونا چاہیئے کہ عدالت یہ اجازت اس وقت تک نہیں دے سکتی جب تک اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ درخواست دہندہ دونوں بیویوں اور ان کی اولاد کی اس معیار زندگی کے مطابق کفالت کر سکتا ہے جس کے وہ عادی ہیں ؟

ج :- حکم قرآنی ہے کہ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیھم اللہ من فضلہ (جن کو نکاح کا مقدور نہ ہو ان کو ضبط کرنا چاہیئے تا آنکہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے) پس جب ایک ہی نکاح کے لئے مستغنی ہونے تک ضبط کا حکم ہے تو تعدد نکاح پر اس کی پابندی بطریق اولیٰ ہوگی حضور نے ایسے غیر غنی لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔

س :- کیا یہ قانون ہونا چاہیئے کہ دوسری شادی کرنے والے کی کم از کم نصف تنخواہ پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو عدالت دلوائے ؟

ج :- ارشاد قرآنی ہے کہ وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن (بیویوں کا روٹی کپڑا مردوں کے ذمے ہے) اس لئے پہلی بیوی اور اس کے بچوں کا ویسا ہی حق ہے جیسا دوسری کا۔ ہاں نصف یا کم و بیش کا فیصلہ زندگی کے معیار اور ضروریات کے مطابق کرنا زیادہ بہتر ہے نصف ضروری نہیں۔

[1] یتامٰی کے معنی بے باپ اور بے شوہر دونوں ہیں
[2] اس سلسلے میں "حضور اکرم اور تعدد ازدواج" پڑھ لینا مفید ہوگا جو جنوری ۱۹۵۶ء کے ثقافت میں شائع ہوا ہے۔

س :- اور جو لوگ تنخواہ دار نہیں بلکہ دوسرے ذرائع آمدنی رکھتے ہیں ان سے عدالت ضمانت لے کر وہ اپنی آمدنی کا کم از کم نصف پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو دیتے رہیں گے ؟

ج :- اس کا معاملہ سوال ۱۲ ہی کی ایک شکل ہے اور وہی اس کا بھی جواب ہے۔

## مہر

س :- کیا آپ کے نزدیک یہ قانون بن جانا چاہیئے کہ معاہدۂ ازدواج میں جو مہر مقرر کیا گیا ہے خواہ اس کی مقدار کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو وہ شوہر کے لئے واجب الادا ہے ؟

ج :- حکم قرآنی ہے کہ و اٰتوا النساء صدقٰتھن نحلۃ (عورتوں کو ان کا مہر خوش دل سے دو) حضور کا ارشاد ہے من تزوج امرأۃ بصداق ونوی ان لایؤدیہ فھو زان (جو کسی عورت سے نکاح کرے اور مقررہ مہر کو ادا نہ کرنے کا ارادہ رکھے وہ زانی ہے) لہٰذا بہر حال مہر واجب الادا ہے۔

س :- کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ مطالبۂ مہر کے لئے از روئے قانون کسی مدت کی تحدید نہ ہو ؟

ج :- مہر ایک قرض ہے اور قرض کسی حصۂ عمر میں ساقط نہیں ہوتا۔

س :- اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر نکاح نامے میں ادائے مہر کی صورت کا کوئی تعین نہ ہو تو نصف مہر معجل (عند الطلب) اور نصف دیگر مؤجل (بعد انفساخ نکاح یا وفات شوہر یا بصورت طلاق) شمار ہو ؟

ج :- اگر ضرورت ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ مہر کی فوری ادائگی کو رواج دیا جائے۔

## حضانت

س :- موجودہ قانون کی رو سے بچوں کی حضانت کا حق ماں کو خاص عمروں تک حاصل ہے یعنی لڑکا ہو تو سات سال اور لڑکی ہو تو بلوغ تک حضانت کے لئے عمروں کا یہ تعین نہ قرآن میں ہے اور نہ کسی حدیث میں بلکہ یہ بعض فقہاء کا اجتہاد ہے۔ کیا آپ کے نزدیک اس میں کوئی ترمیم ہو سکتی ہے ؟

ج :- ایسی صورت میں جبکہ قرآن اور حدیث خاموش ہوں تو فقہا کی مختلف فیہ رائے میں ہر مفید ترمیم ہو سکتی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ لیس للحضانۃ مدۃ معلومۃ (حضانت کی کوئی میعاد معین نہیں) کتاب الفقہ جلد ۲ صفحہ ۵۹۲ پر دیکھنا صرف یہ چاہیئے کہ بچے کی خیر غالب کس میں ہے۔

## بیوی بچوں کا گزارہ

س :- کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کوئی شوہر کسی معقول وجہ کے بغیر بیوی کو گزارہ نہ دے تو بیوی کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ خاص "ازدواجی وعائلی عدالت" میں اس پر دعوےٰ دائر کر سکے ؟

ج :- عدالت میں اس سے بھی معمولی شکایات پر دعوے ہو سکتا ہے ،

س: موجودہ کریمینل پروسیجر کوڈ (ضابطۂ فوجداری) کی دفعہ ۴۸۸ کے مطابق بیوی عدالت فوجداری میں نفقے کا دعویٰ کرسکتی ہے لیکن عدالت فوجداری زیادہ سے زیادہ سو روپے ماہانہ دلواسکتی ہے۔ کیا آپ اس مقدار کے اضافے کے حق میں ہیں؟

ج: اس میں کوئی شرعی، عقلی، اخلاقی یا قانونی قباحت نہیں۔ بیوی کا اگر معیار زندگی سو روپے ماہانہ سے زیادہ بلند ہو تو عدالت اسے زیادہ کیوں نہ دلوائے؟ البتہ اس میں شوہر کی قوت ادا کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔

س: کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایک بیوی گذشتہ تین سال تک کے نفقے کا مطالبہ کرسکے؟

ج: محمڈن لاء از دین شا ملا کے صفحہ ۲۴۵ میں لکھا ہے کہ "شافعی کے مسلک کے مطابق عورت اپنے گزشتہ نفقے کا دعویٰ کرسکتی ہے اگرچہ معاہدۂ نکاح میں ایسی کوئی شرط نہ ہو"۔ اس میں گزشتہ مدت کی کوئی میعاد نہیں پس اسے محدود کرنے کے لئے کوئی سی بھی میعاد مقرر کی جاسکتی ہے۔

س: کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ اگر بیوی نے نکاح نامے میں میعاد نفقہ کے متعلق خاص شرط لکھوائی ہو تو اسے محض مدت عدت تک ہی نہیں بلکہ مدت مشروطہ تک نفقہ ملے؟

ج: شرائط نکاح کا پورا کرنا بہرحال ضروری ہے۔ دیکھئے "نکاح" جواب سوال ۳۔

## تولیتِ املاک

س: کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ باپ کی عدم موجودگی میں عدالت ماں کو بچوں کی املاک کی متولیہ قرار دے بشرطیکہ عدالت کے نزدیک اس کا تقرر بچوں کی بہبود اور املاک کے تحفظ کے منافی نہ ہو؟

ج: ارشاد نبوی (انت احق بہ مالم تنکحی ، بچے کی اس وقت تک جب تک کہ تو نکاح ثانی نہ کرے تو ہی زیادہ حقدار ہے) سے واضح ہے ماں کو حق حضانت پہنچتا ہے۔ اس لئے اگر اس میں املاک سنبھالنے کی پوری صلاحیت ہو تو اسے متولیہ بنانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ ورنہ اس کی محافظت کے لئے کسی دوسرے مناسب شخص کو عدالت متولی بناسکتی ہے۔

س: کیا آپ یہ قانون بنانے کے حق میں ہیں کہ نابالغوں کی املاک کے متولی کو یہ اختیار حاصل نہ ہو کہ وہ عدالت کی اجازت کے بغیر املاک کو فروخت یا رہن کرسکے؟

ج: ایسی حالت میں جب کہ قابل اعتماد متولی نہیں ملتے یہ قانون ضرور بننا چاہیئے۔

## وراثت اور وصیت

س: کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ اگر پاکستان کے کسی حصے میں ابھی تک وراثت اور وصیت کے بارے میں شرعی قوانین پر عمل نہیں ہو رہا تو بلا تاخیر ایسا قانون وضع کیا جائے کہ اس بارے میں شرعی قوانین ہر حصۂ ملک پر عائد ہوں؟

ج: پاکستان بنا ہی اس غرض سے ہے کہ اس کے ہر حصے میں قوانین شرعیہ نافذ ہوں۔

س :- موجودہ قانونی ضابطے کی پیچیدگی کے پیش نظر عورتوں کی مجبوریوں کو رفع کرنے کے لئے کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ جب کبھی وراثت کے معاملے میں عورت مدعیہ ہو تو معمولی سول کورٹ اس کا مقدمہ مجلس الفصال کے سلسلے ازدواجی و عائلی عدالت میں منتقل کر دے ؟

ج :- موجودہ عدالتوں کے معروف طریقے کو ختم کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔

س :- کیا قرآن کریم میں کوئی نص صریح موجود ہے یا کسی صحیح حدیث میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ یتیم پوتے پوتی یا نواسے نواسی کو بہر حال محروم الارث کر دیا جائے ؟

ج :- ایسا کوئی حکم کتاب و سنت میں موجود نہیں، برخلاف اس کے یتامیٰ کی خبر گیری کے متعلق کتاب و سنت میں بے شمار دوسرے احکام موجود ہیں۔ جب اخلاقی تنزل کے باعث ان پر عمل نہ ہو سکے تو بذریعہ قانون ان احکام پر عمل کرانا چاہیئے ایک عجیب بات یہ ہے کہ بیٹے کے بعد اگر پوتا مر جائے تو دادا اپنے یتیم پوتے کی وراثت لے لیتا ہے لیکن اگر دادا مر جائے تو یتیم پوتے کو کچھ نہیں ملتا۔ یہاں الاقرب فالاقرب کا اصول رکھا جاتا ہے اور وہاں یہ اصول ٹوٹ جاتا ہے۔

س :- کیا ایسا قانون بنانا جائز ہوگا کہ ایک مسلمان کسی جائیداد کو کسی کے نام اس شرط پر منتقل کر دے کہ جسے منتقل کی گئی ہے اس کی وفات کے بعد وہ جائیداد منتقل کرنے والے یا اس کے ورثاء کی طرف عود کر آئے گی ؟

ج :- کسی چیز سے عمر بھر فائدہ حاصل کرنے کی اجازت دینے کو اعمار یا عمریٰ کہتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص دوسرے کو کہتا ہے کہ یہ مکان میں نے تمہیں عمر بھر کے لئے دیا تو وہ عمر بھر اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد ... فاذا مات المعطیٰ (بالفتح) رجعت الدار ملکاً للمعطی (بالکسر) ان کان حیاً ولورثته من بعده ان کان قد مات یعنی ایسی صورت میں اگر معطیٰ (جسے دیا گیا ہے) مر جائے تو وہ گھر معطی (دینے والے) کی ملک بن کر لوٹ آئے گا اور اگر وہ دینے والا مر گیا ہو تو اس کے وارثوں میں لوٹ آئے گا۔ یہ مسلک مالکیہ کا ہے (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۴۰۸) حنفیہ کے ہاں وقف علی نفسہ ہی کی شکل ہو سکتی ہے۔

س :- کیا آپ کی رائے میں وقف علی الاولاد ایکٹ ۱۹۱۳ء میں بغرض اصلاح اس ترمیم کی ضرورت ہے کہ موقوفہ جائیداد کے اضافۂ قیمت یا دیگر مفاد کی خاطر با جازت عدالت اسے فروخت یا تبدیل کیا جائے یا کسی اور مفید طریق پر عمل ہو سکے ؟

ج :- اس ایکٹ کے سیکشن نمبر ۲۰ کی رو سے ایسا نہیں ہو سکتا تا آنکہ وقف نامے میں اس کی تصریح موجود نہ ہو۔ لہٰذا اگر اس قانون میں ترمیم نہ بھی کی جائے تو وقف نامے میں یہ تصریح کرا دی جایا کرے کہ عدالت مناسب سمجھے تو اس کی اجازت دیدے

## انفساخ نکاح بذریعۂ عدالت

س :- قانون انفساخ نکاح کے سیکشن ۲ میں جو وجوہ انفساخ درج ہیں کیا آپ کے نزدیک ان میں اضافہ یا کمی کی ضرورت ہے ؟

ج :- اس کا جواب اوپر "عورت کی طرف سے مطالبۂ طلاق" کے ضمن میں دیکھئے۔

س :- کیا ایسا قانون وضع ہونا چاہیئے کہ اگر عورت انفساخ نکاح کا مطالبہ کرے اور عدالت کی رائے میں قصور وار شوہر ہو تو طلاق حاصل کرتے ہوئے عورت سے نہ مہر واپس طلب کیا جائے اور نہ دوسری چیزیں جو خاوند اسے دے چکا ہو؟

ج :- حدیث جمیلہ میں ہے کہ جمیلہ نے کہا تھا کہ ما اعتب ثابتا فی خلق ولا دین ولکن اکرہ الکفر فی الایمان (مجھے اپنے شوہر ثابت بن قیس سے کوئی دینی یا اخلاقی شکایت نہیں مگر میں منافقانہ محبت پسند نہیں کرتی) اس کے بعد حضور نے جمیلہ سے مہر کا باغ واپس دلاتے ہوئے ثابت سے طلاق دلوادی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر یا دوسری چیزیں شوہر کو بعوض طلاق اسی وقت واپس ملنا چاہیئے جبکہ قصور وار مرد نہ ہو۔

س :- کیا زوجین کا ایسا اختلاف مزاج جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی ناخوشگوار ہو جائے جائز طور پر وجہ فسخ نکاح ہو سکتا ہے؟

ج :- ثابت بن قیس سے جمیلہ کو صرف اسی بنا پر طلاق دلوائی گئی تھی کہ ثابت کو وہ پسند نہ کرتی تھیں اور ان کی ازدواجی زندگی خوشگوار نہ تھی۔

س :- قانون انفساخ نکاح کے کلاز ۲ سیکشن ۳ میں سات سال کی قید کی بنا پر نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس مدت میں کمی کرکے چار سال کر دیا جائے؟

ج :- کتاب و سنت و فقہ میں کہیں سات سال کی قید کی قید نہیں۔ اس لئے اس میں بلا تامل ترمیم ہو سکتی ہے موجودہ معاشی اور اخلاقی تقاضے تو چار سال سے بھی کم کا مطالبہ کرتے ہیں تاہم اسے مفقود الخبر پر قیاس کر کے چار سال کی سزائے قید کا بھی قانون رکھا جائے تو غنیمت ہے۔

## ازدواجی و عائلی عدالت

س :- کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ہر کمشنری میں ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کے مرتبے کا جج ایسی عدالتوں میں مقرر کیا جائے جہاں ازدواجی و عائلی مقدمات دائر ہوں؟

ج :- ازدواجی و عائلی معاملات کے فیصلے کے لئے یقیناً علیحدہ عدالت ہونی چاہیئے اور اس کے قاضی یا جج ایسے مرتبے کے ہونے چاہئیں جو بلا رو رعایت عدل کرنے کی جرأت رکھتے ہوں اور رشوت کا لالچ انہیں خرید نہ سکے۔

س :- کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسے مقدمات جو ازدواجی و عائلی قوانین کے تحت آتے ہوں اور جہاں عورت مدعیہ ہو فقط ایسی مخصوص عدالتوں میں دائر ہو سکیں؟

ج :- بلکہ اگر مرد بھی مدعی ہو تو ان ہی مخصوص عدالتوں میں ازدواجی و عائلی مقدمات دائر ہونے چاہئیں۔ صرف عورت کے مدعیہ ہونے کی شرط مردوں کے حق میں ناانصافی ہے۔

س :- کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں کے ضوابط موجودہ دیوانی اور فوجداری ضوابط سے الگ ہوں اور یہ قانون وضع کر دیا جائے کہ ایسی عدالت ہر مقدمے کا فیصلہ تین ماہ کے اندر اندر کر دے؟

ج :- ضرور بلکہ تین ماہ سے بھی کم مدت رکھنی چاہیئے بجز اس کے کہ کوئی خاص مجبوری یا پیچیدگی ہو

س :- کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں کورٹ فیس یا دوسرے عدالتی اخراجات نہ ہوں۔

ج :- یقیناً و قطعاً کیونکہ انصاف کی فیس نہ کتاب میں ہے نہ سنت میں نہ فقہ میں ،

س :- کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں فریقین اپنے کسی نمائندے یا اقارب کے ذریعے پیروی کر سکیں اور کسی باقاعدہ سند یافتہ وکیل کا ہونا لازمی نہ ہو ؟

ج :- بلاشبہ ہم اس کے حق میں ہیں کیونکہ سند یافتہ وکیل کی شرط اور کورٹ فیس بھی انصاف کی تجارت ہے -

س :- کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کم از کم ایک مرد اور ایک عورت بطور مشیر جج کے ساتھ ہوں ؛

ج :- عورتوں کے بہت سے معاملات کو عورتیں زیادہ بہتر سمجھتی ہیں۔ حضرت عمر نے عورتوں ہی سے مشورے کے بعد یہ حکم نافذ کیا تھا کہ کوئی فوجی مرد ایک سال سے زیادہ باہر نہ رکھا جائے (کتاب الخراج) اس لئے ایک مرد اور ایک عورت اگر جج کے مشیر ہوں تو نہایت مناسب ہے۔

س :- کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالت مختلف اضلاع میں باری باری سے اپنا اجلاس کرے ؟

ج :- یہ بھی مناسب تجویز ہے -

س :- کیا آپ اس حق میں ہیں کہ فریقین کو ایک سے زیادہ اپیل کی اجازت نہ ہو ؛

ج :- ہم بالکل اس کے حق میں ہیں۔ موجودہ عدالتی چکر کو ختم کرنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے۔

س :- کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ اپیل براہ راست ہائی کورٹ میں ہونی چاہیئے اور اپیل کا فیصلہ بھی تین ماہ کے اندر ہو جانا چاہیئے ؛

ج :- بے شک یہ اپیل براہ راست ہائی کورٹ میں ہونی چاہیئے لیکن یہاں بھی اگر تین ماہ کی میعاد کم کر دی جائے تو بہتر۔

س :- ایسی عدالت کے فیصلے سے واجب الادا رقوم کی وصولی اور دیگر احکام کی بجا آوری کے لئے آپ کیا مناسب تجاویز پیش کرتے ہیں ؟

ج :- جس طرح حکومت آج کل رقوم کی وصولی اور احکام کی بجا آوری کراتی ہے اسی طرح اسے بھی کرائے مگر دفتریت کے چکر کو یکلخت ختم

س :- ایسے مقدمات میں اخراجات متفرقہ کو پورا کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؛

ج :- حکومت جہاں اور بہت سے ضروری و غیر ضروری مصارف کے لئے ٹیکس لگاتی ہے وہاں ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے بھی بڑی آمدنی والوں پر ٹیکس لگائے ۔ (محمد جعفر ندوی)